نافذ تو کر دیے لیکن بعد میں آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ مثلاً۔

۱/۲۵ وظائف میں اسلامی خدمات کا لحاظ :۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے دور میں بابت کے ضرورت مند افراد کو ان کی ضرورت کے مطابق وظائف دیے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ وظائف کی مقدار کا تعین اسلام کی خدمات کے مدارج کے مطابق ہونا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی یہ رائے حضرت ابو بکرؓ کو پیش کی تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ ہم ان لوگوں کی ضروریات کا ہی خیال رکھیں گے اور ان کی اسلامی خدمات کا معاوضہ ان کو اللہ کے ہاں سے ملے گا پھر جب حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت آیا۔ تو آپ نے فوراً اپنی رائے پر عمل درآمد شروع کر دیا اور وظائف کی تعیین کچھ اس طرح کی۔

امہات المؤمنین کو بارہ بارہ ہزار درہم سالانہ۔ حضورؐ سے قرابت کی بنا پر حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ اور حضرات حسنین کو پانچ پانچ ہزار، دفاعی جنگوں میں شریک ہونے والے مجاہدین کو چار چار ہزار، فتح مکہ سے پہلے ہجرت کرنے والوں کو تین تین ہزار اور فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں کے لیے دو ہزار درہم مقرر کیے۔ باقی لوگوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا اور وظیفہ سے کوئی محروم نہ رہا۔ (اسلام میں عدل اجتماعی۔ سید قطب شہید صفحہ ۴۷۴ - ۴۷۵۔

اسی معاشی پالیسی کے غلط اثرات آپ کی زندگی میں ہی نمایاں ہونے شروع ہو گئے تھے۔ جب آپ نے طبقاتی تقسیم کا آغاز اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما لیا تب جا کر آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اور آپ نے ارادہ کیا کہ اگر اگلے سال تک زندہ رہا تو اس پالیسی کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی پالیسی کے مطابق کر دوں گا مگر افسوس ہے کہ اگلے سال کے آنے سے پہلے ہی آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔ چنانچہ یہی پالیسی حضرت عثمان کے زمانہ میں جاری رہی اور طبقاتی تفاوت بڑھتا گیا۔ بہر حال یہ فیصلہ بھی تدبیری قسم کا ہی تھا جس سے کوئی واضح شرعی حکم مجروح نہیں ہوتا تھا۔

۲/۲۶، ۳/۲۷ تطلیق ثلاثہ اور حلالہ :۔ حضرت عمرؓ نے جب مسلمانوں میں یہ وبا عام دیکھی کہ وہ سنتِ رسول کے طریقہ کے خلاف بیک مجلس تین طلاق دیتے ہیں تو آپ نے ایسے لوگوں کو ان کی اس حرکت کی سزا یہ دی کہ ایسی تین طلاق کو قانوناً تین طلاق ہی شمار کر کے اسے طلاق رجعی کے بجائے طلاق بائنہ قرار

دے دیا۔ اگرچہ آپ کا یہ فیصلہ سیاسی[1] نوعیت کا تھا تاہم ہمیں یہ تسلیم کر لینے میں کچھ باک نہیں ہے۔ کہ آپ کا یہ فیصلہ شرعی تبدیلی یا شرعی ترمیم" نہیں بلکہ براہ راست کتاب اللہ اور سنتِ رسول کے

---

[1] کیلانی صاحب نے حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کو سیاسی کہا ہے۔ لیکن یہ فیصلہ سیاسی تھا یا شرعی تھا اس کے بارے میں مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں۔
حضرت عمرؓ کی نسبت یہ تصور دلانا کہ انہوں نے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو بدل ڈالا بہت بڑی جرأت ہے واللہ اس عبارت کو نقل کرتے وقت ہمارا دل دہل گیا اور حیرانی ہو گئی کہ ایک شخص جو خود مسئلہ کی حقیقت نہیں سمجھا وہ خلیفۂ رسول اللہ کی نسبت یہ خیال رکھتا ہو کہ وہ سنت کے بدلنے میں اتنی جری تھا استغفر اللہ استغفر اللہ اس حکم کے سیاسی سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے اور پیچ در پیچ غلطیوں کے سلسلہ میں پڑ گئے ہیں یہ کہنا کہ خلیفہ کے بعد اس کے بحال رہنے یا نہ رہنے میں اختلاف ہوا امر غلط اور ایجاد بندہ ہے محدثین کی طرف یہ بات منسوب کرنی کہ وہ اسے سیاسی حکم کہتے تھے بالکل غلط ہے اور یہ ایجاد بندہ ہے۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں جو گروہ اس حکم میں حضرت عمرؓ کی موافقت کرتا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ حضرت عمرؓ کا یہ حکم محض سیاسی تھا اور نہ یہ کہتا ہے کہ وہ سیاسی حکم اب بھی بحال رہنا چاہیے بلکہ وہ تو اُسے اس لیے مانتا ہے کہ اس کے نزدیک حضرت عمرؓ کا یہ حکم قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے پھر آگے لکھتے ہیں جناب نے جو یہ فرمایا ہے کہ محدثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں اس جگہ محدثین سے اگر ہم جمیع محدثین مراد لیں جو بجا ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمدؒ اور ان کے مثل دیگر ائمہ حدیث جن کے اسمار گرامی لکھنے میں خوف طوالت ہے محدثین کی فہرست میں شامل ہیں یا نہیں؟ اگر شامل ہیں تو یہ بات کلیتہً تو درست نہ ہوئی کہ محدثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں کیونکہ سب آئمہ مذکورین صورت زیر سوال میں تین طلاق پڑنے کے قائل ہیں اور وہ اس کے دلائل شرعیہ بیان کرتے ہیں کیا جناب مہربانی فرما کر ان بزرگانِ دین کی تصریحات بتانے کی تکلیف گوارا کریں گے جہاں انہوں نے اس حکمِ فاروقی کو محض ایک سیاسی حکم قرار دیا ہو اور مذہبی نہ سمجھا ہو اور پھر اسے بحال رکھا ہو۔ ہمیں تو بار اپنے قصورِ علم کا اعتراف کرتے ہوئے کہنا پڑتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۰) کوئی تحریر نہ ملی جس میں یہ مذکور ہو کہ ائمہ عظام نے حضرت عمرؓ کے اس حکم کو محض

ایک سیاسی سمجھا اور اگر لفظ محدثین سے جناب کی مراد بعض محدثین ہوں تو اس صورت میں ہم گذارش کریں گے کہ جناب اس کے حوالہ کی بھی تکلیف گوارا کر کے اور ہم پر احسان کر کے ثواب دارین حاصل کریں کہ وہ کون سے محدثین ہیں جنہوں نے آپ کی طرح اسے سیاسی مداخلت فی الدین سمجھا ہو گو بقول آپ کے جائز مداخلت ہوا ور اگر محدثین سے آپ کی اپنی ذات گرامی اور اس زمانہ کے آپ جیسے دیگر علماء اہل حدیث مراد ہیں تو بے ادبی معاف! مجھے آپ کو یا ان کو محدثین کہنے میں تامل ہے دورہ میں صحاح ستہ کی سطروں پر سے نظر گذار دینے سے محدث نہیں بن سکتے۔ آخر میں ہم پھر دہراتے ہیں کہ متقدمین میں سے امام مالکؒ کا مؤطا پھر امام شافعی کی کتاب الام پھر متاخرین میں سے شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ازالۃ الخفاء ملاحظہ فرمائیے جن کے بعد اس وقت تک ہندوستان میں تو ایسا شخص ہوا نہیں کہ اُسے امام کہہ سکیں اور دوسرے ممالک کا حال خدا جانے ان سب کُتب میں حضرت عمرؓ کی موافقت دلائل شرعیہ سے کی گئی ہے انتہی (اخبار اہلحدیث ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء بحوالہ ازہار مرلوعہ صفحہ ۱۳۲)

حضرت مولانا سیال کوٹیؒ نے حضرت عمرؓ کے اس حکم کے سیاسی ہونے کی جس سلجھے ہوئے انداز سے تردید کی ہے اِس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے ؟ اور نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی مختلف پینترے بدل بدل کر آخر میں اس کو شرعی حکم کہا اور تسلیم کیا ہے (ملاحظہ ھو الجنہ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ صفحہ ۶۵)

حافظ ابن القیمؒ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

فلما رکب الناس الأحموقۃ (الی ان قال) أجری اللہ علی لسان الخلیفۃ الراشد والصحابۃ معہ شرعا و قدرًا الزامنھم بذلك والفاذہ علیھم۔ (اعلام الموقعین جلد ۲ صفحہ ۲۷)

ترجمہ: جب لوگوں نے حماقت کا ارتکاب شروع کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ راشدؓ اور ان کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی زبانوں پر از روئے شرع اور قدرتیں طلاقوں کو ان پر جاری اور نافذ کر دیا۔

خلاف تھا۔[۵۸] آپ اپنے اس فیصلہ کے حق میں یہ دلیل دیتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے

---

[۵۸] فاضل مقالہ نگار مولانا عبدالرحمٰن کیلانی حضرت عمرؓ پر پرویز اور جعفر شاہ صاحب پھلواری کی جانب سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے جب تطلیق ثلاثہ کے موضوع پر پہنچے تو چونکہ یہ مسئلہ ان کے اپنے نظریہ اور عقیدہ نیز مسلک اہلحدیث کے خلاف تھا لہٰذا کیلانی صاحب نے حضرت عمرؓ کی حمایت کی بنسبت اپنے مسلک اہلحدیث کی حمایت کو مقدم سمجھا اور حضرت عمرؓ پر برس پڑے اور بیک جنبش قلم انہیں مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ بھی قرار دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کیا چنانچہ لکھتے ہیں۔ "ہمیں یہ تسلیم کر لینے میں کوئی باک نہیں کہ آپ کا یہ فیصلہ شرعی تبدیلی یا شرعی ترمیم نہیں بلکہ براہِ راست کتاب اللہ اور سنت رسول کے خلاف تھا"

اہل حدیث حضرات ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک طلاق ہی شمار کرتے ہیں اور شوہر کے لیے رجوع کا حق بھی باقی رکھتے ہیں۔ جبکہ جمہور صحابہ کرام ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) اور اکثر محدثین ایک مجلس میں دی گئیں تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرتے ہیں۔ جمہور اپنے اس دعویٰ میں قرآن پاک کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجا غیره: (البقرہ پ۲)

اس آیت کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

قال الشافعی فا القرآن واللہ اعلم یدل علی ان من طلق زوجۃ له دخل بها او لم یدخل بها ثلاثا لم تحل له حتیٰ تنکح زوجا غیره: (کتاب الام ص۱۶۵ ج۵ - سنن الکبری ص۳۳۳ ج۷ طبع بیروت)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ قرآن کریم کا ظاہر اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں خواہ اس نے اس سے ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو تو وہ عورت اس شخص کے

(بقیہ حاشیہ ص۳۰۲) لیے حلال نہیں ہے یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے۔
اس سے متصل پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو طلاقوں کا ذکر کیا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ اس کے فوراً بعد فان طلقها والی آیت ہے یعنی طلاقیں تو دو ہی ہیں لیکن اگر کسی شخص نے دو طلاقیں دینے کے فوراً بعد نادانی کی بناء پر تیسری طلاق بھی دے دی تو پھر اس کی بیوی اس کے لیے حلال نہیں رہے گی جب تک کہ یہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حرف فا کو استعمال کیا ہے جو کہ تعقیب مع الوصل کے لیے آتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر دو طلاقیں دینے کے فوراً بعد اسی مجلس میں اگر تیسری بھی دے دی تو تیسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی اور اب اس کے لیے اس کی بیوی حلال نہیں۔

یہاں پر اگر حرف ثم ہوتا جو کہ مہلت اور تراخی کے لیے آتا ہے تو پھر معنی یہ بنتے کہ ایک طہر میں ایک طلاق دوسرے طہر میں دوسری اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق۔ اس صورت میں ایک مجلس میں دی گئیں تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوتیں مگر یہاں پر ایسا نہیں ہے اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں۔

ثم وجدنا من حجة من قال ان الطلاق الثلاث مجموعة سنة لا بدعة قول الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتّٰی تنکح زوجا غیره فهذا یقع علی الثلاث مجموعة ومفرقة ولا یجوز ان یخصص بهذا الأیة بعض دون بعض بغیر نص محلی جلد ۸ ص۲۰۷ طبع مصر۔

ترجمہ: وہ لوگ جو بیک وقت تین طلاقیں دینے کو بدعت نہیں کہتے بلکہ سنت سمجھتے ہیں ان کی دلیل ہم نے یہ پائی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر شوہر نے اپنی بیوی کو (تیسری) طلاق دے دی تو وہ اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے یہ مضمون اکٹھی دی گئی تین طلاقوں پر بھی صادق آتا

ہے اور جدا جدا طور پر دی گئیں تین طلاقوں پر بھی اور بغیر کسی نص کے اس آیت کو تین اکٹھی طلاقوں کو چھوڑ کر صرف متفرق کے ساتھ مخصوص کردینا صحیح نہیں ہے ۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس طرح آیت کے مفہوم میں متفرق طور پر دی گئیں تین طلاقیں داخل ہیں اسی طرح ایک مجلس میں دی گئیں تین طلاقیں بھی اس میں شامل ہیں ۔

نیز جس طرح متفرق طور پر دی گئیں تین طلاقوں کے وقوع پر کسی کو اعتراض نہیں ہے اسی طرح ایک ہی مجلس میں دی گئیں تین طلاقوں کے وقوع پر بھی کسی کو کوئی اختلاف ہے بلکہ یہ بھی سُنت اور جائز ہیں ۔ ذخیرہ احادیث میں کئی ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہی شمار کرکے انہیں نافذ کردیا ۔

۱ ۔ عن سہل بن سعد فی هذا الخبر قال فطلقها ثلث تطلیقات عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانفذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ابوداؤد ص۳۰۶ ج ۱ طبع کانپور

ترجمہ : حضرت عویمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو آپ نے انہیں نافذ کردیا : اس حدیث میں عند رسول اللہ اور فانفذہ کے الفاظ قابل غور ہیں کہ حضور کے سامنے حضرت عویمر نے ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور آپ نے انہیں نافذ کیا ۔

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن عیاض بن عبداللہ الفہری پر بعض حضرات نے ضعف کا حکم لگایا ہے عیاض بن عبداللہ کے بارے میں مولانا سرفراز صاحب عمدۃ الاثاث میں لکھتے ہیں امام بن حبان اور امام ابن شاہین اس کو ثقات میں لکھتے ہیں اور امام ابوصالح فرماتے ہیں ثبت لہ بالمدینۃ شان کبیر ...... نیز یہ مسلم ۔ ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ کا راوی ہے تہذیب التہذیب ص۲۰۱ ج ۸ امام ابوداؤد اور علامہ منذری اس روایت کو نقل کرکے دونوں اس پر سکوت کرتے ہیں اور ضعف کا کوئی حکم اس پر نہیں لگاتے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہ روایت قابل اعتبار رہے اور امام خطابی

معالم السنن ج۳ ص۱۶۲ میں اس روایت کے فقہی معانی تو بیان کرتے ہیں مگر اس پر ضعف کا کوئی حکم نہیں لگاتے گویا ان کے نزدیک بھی یہ روایت قابل احتجاج ہے ۔ امام خطابی تصریح کرتے ہیں

وکتاب ابی داؤد خلی منہا وبری جملۃ وجوھہا ۔

ترجمہ: امام ابو داؤد کی کتاب موضوع وغیرہ سے بالکل خالی ہے اور ان جملہ قسموں (موضوع مجہول ضعف) سے مبرا ہے۔ عمدۃ الاثاث فی حکم الطلقات الثلاث ص۱۹

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک باب باندھا ہے باب من جوز طلاق الثلاث اس کے تحت حضرت عویمر العجلانی کی حدیث لائے ہیں جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

۲۔ قال عویمر کذبتُ علیہا یا رسول اللہ ان امسکتہا فطلقہا ثلاثا قبل ان یامرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بخاری ج۲ ص۷۹۱ ۔ مسلم ج۱ ص۴۶۲ سنن الکبری ج۷ ص۳۳۴

ترجمہ: حضرت عویمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لعان کرنے کے بعد آپ کے فیصلہ کرنے سے قبل یہ کہا اگر میں اس کو اب اپنے پاس رکھوں تو میں جھوٹا ثابت ہو جاؤں گا لہذا عویمرؓ نے فوراً آپ کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں

قولہ فطلقہا ثلاثا فانہ ظاھر فی کونہ مجموعۃ (فتح الباری ج ۹ ص۳۶۷ مطبوعہ لاھور)۔

ترجمہ: فطلقہا ثلاثا کا جملہ بظاہر اسی کا تقاضا کرتا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی اور دفعۃً دی گئیں تھیں ۔یہی مطلب علامہ بدرالدین عینیؒ نے لکھا ہے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری الجز العشرون ص۲۳۳ طبع بیروت

نیز علامہ قسطلانی اس باب کا عنوان نقل کرنے کے بعد اوتسریح باحسان کی تفسیر میں لکھتے ہیں

وهذا عام يتناول ايقاع الثلاث دفعة واحدة وقد دلت الآية على ذلك من غير نكير خلا فالمن لم يجز ذلك ۔ ارشاد الساری ص۱۸۷ ج ۸ مصر ۔

ترجمہ : یہ حدیث یکبارگی دی گئیں تین طلاقوں پر صادق آتی ہے اور آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے اور اس میں کسی کا انکار منقول نہیں بجز ان کے جو اس کو جائز نہیں سمجھتے ۔

ایک آیت اور دو حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی رہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اور صحابہ کے زمانہ میں بھی اور اس کے بعد اس پر اجماع ہوگیا اس میں کسی کا اختلاف نہیں رہا سوائے چند حضرات کے جن میں شیعہ حضرات بھی شامل ہیں ۔ فقہ جعفریہ میں تصریح ہے اس بات کی کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی ہیں ۔ چنانچہ فروع کافی میں ہے ۔

عن ابی جعفر علیہ السّلام قال ایاك والمطلقات ثلاث فی مجلس فانهن ذوات ازواج (فروع کافی ۔ ص۱۷۸ ج ۲)

ترجمہ : امام ابوجعفر علیہ السّلام نے فرمایا کہ جن عورتوں کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی گئیں ہوں ان سے نکاح کرنے سے بچنا کیونکہ وہ دو خاوند والی ہیں یعنی ابھی تک وہ پہلے خاوند پر حرام نہیں ہوئیں اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں اہلحدیث حضرات اور شیعہ دونوں متفق ہیں اور پوری امت ایک طرف ہے ۔ یہ مسئلہ فقہ جعفریہ کی ضروریات شیعہ میں سے ہے یہ مسئلہ شیعہ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت میں کیا ہے ۔ فقہ جعفریہ کی مشہور کتاب فقہ الامام جعفر صادق میں ہے ۔

واذا قال انت طالق ثلاثا او انت طالق انت طالق انت طالق وقصد الثلاث لا یقع الا واحدة قال صاحب الجواهر الاجماع علی ذلك بل كانه من ضروری مذهب الشيعة وفی صحيح زرارة انه سال الامام الصادق عن رجل طلق امرأته ثلاثا فی مجلس واحد وهی طاهر قال واحدة : فقہ الامام جعفر الصادق ص۱۲ ج ۶ طبع بیروت ۔

طلاق کے سلسلہ میں آسانی رکھی تھی ۔ مگر لوگوں نے کتاب اللہ سے کھیلنا شروع کر دیا ۔ لہٰذا اب یہ کسی رعایت کے مستحق نہیں رہے ۔ نیز فرماتے تھے کہ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے جو اس سے ڈرتا ہے ۔ یہ لوگ جو بیک وقت مجلس تین طلاق دیتے اللہ تعالیٰ سے مطلق نہیں ڈرتے کیونکہ شرعی طریقہ کے مطابق نہیں ۔ لہٰذا یہ لوگ کسی طرح کی رعایت کے مستحق نہیں ہو سکتے

حضرت عمرؓ کی عقل و دانش اور سیاسی تدبر سے کسے انکار ہو سکتا ہے تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وُہ بہر حال عام انسان ہی تھے نبی نہ تھے کہ ان کا ہر اجتہاد درست اور قابل احتجاج ہو۔ آپ کے اس فیصلہ کی غلطی کا اس سے زیادہ واضح اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے ، کہ اس فیصلہ پر صحابہ کا اجماع نہ ہو سکا اور بڑے بڑے صحابہ کرام مثلاً حضرت ابن عباس ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶)

ترجمہ : اور جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا انت طالق ثلاثا یا کہا انت طالق انت طالق انت طالق اور نیت بھی تین کی کی تو طلاق ایک ہی واقع ہو گی صاحب جواہر نے کہا ہے یہ مسئلہ اجماعی اور ضروریات مذہب شیعہ میں سے ہے ۔ صحیح زرارہ میں یہ روایت ہے کہ امام جعفر صادق سے اس مرد کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس نے حالت طہر میں ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ طلاق ایک ہی واقع ہو گی ۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ ضروریات مذہب شیعہ میں سے ہے جسے غیر مقلدوں نے اپنا رکھا ہے ۔ حضرت عمرؓ نے صرف اتنا کیا تھا کہ عام طور پر لوگ جب اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتے تو قاضی یا حاکم کے سامنے آکر کہتے کہ میں نے تو تین طلاقوں کی نیت نہیں کی بلکہ آخری دو الفاظ پہلے لفظ طلاق کی تاکید کے لیے استعمال کیے تھے اور یہ حیلہ کر کے اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھتے تو حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ ہم فیصلہ نیت پر نہیں کریں گے بلکہ الفاظ پر کریں گے جس شخص نے مجلس واحد میں تین طلاقیں دیں تو ہم وہ تین ہی شمار کریں گے ۔

یہی مطلب امام نووی نے لکھا ہے ملاحظہ ہو نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۴۷۸ ۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہم آپ کے اس فیصلہ کے خلاف تھے[۵۳] (اعلام الموقعین اردو) ص۷۹۹ الدین القیم مطبوعہ (اہلحدیث اکادمی۔ اردو بازار۔ لاہور)

حضرت عمرؓ کا یہ خیال تھا کہ اس آرڈی ننس سے ڈر کر لوگ اپنے اس غیر شرعی فعل سے باز آجائیں گے۔ یہ کام تو ہو نہ سکا کیونکہ یہ فیصلہ محض سیاسی نوعیت کا تھا اور اس کی شرعی بنیادیں نہایت کمزور تھیں۔ اس کے برعکس اس فیصلہ سے ایک اور بڑا بگاڑ پیدا ہو گیا اور وہ یہ تھا کہ اب لوگ حلالہ کرنے اور کرانے کی راہیں اختیار کرنے لگے۔ جس کے لیے حضرت عمرؓ کو ایک نیا آرڈی ننس جاری کرنا پڑا جس میں آپ نے حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں کے لیے "رجم" کی سزا کا اعلان کیا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حضرت عمرؓ نے اس آرڈی ننس کے ماتحت کسی محلِّل یا محلَّل لہ، کو رجم کیا بھی تھا یا نہیں۔ تاہم یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے۔ حلالہ والا آرڈی ننس تطلیق ثلاثہ والے آرڈی ننس کا ہی تتمہ یا دوسرا رُخ تھا۔

انسان فطرتاً جلد باز واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو طلاق کا طریقہ بتلایا وہ اس

---

۵۳ فاضل مقالہ نگار کیلانی صاحب نے جن صحابہ کرامؓ کے نام گنوائے ہیں جو حضرت عمرؓ سے اس مسئلہ میں اختلاف رکھتے تھے ان میں حضرت عبداللہ بن عباس کا نام سرفہرست ہے حضرت عبداللہ ابن عباس سے دونوں قسم کی احادیث مروی ہیں مخالفین عبداللہ ابن عباس کی جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ مسلم شریف میں یوں درج ہے۔

عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم اناۃ فلوا مضیناہ علیھم فامضاہ۔

ترجمہ: حضرت طاؤس حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاق ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے اپنے

معاملہ میں جلد بازی سے کام لیا ہے حالانکہ ان کے پاس سوچنے اور سمجھنے کا وقت تھا اب ہم کیوں نہ ان کو ان پر نافذ کر دیں تو حضرت عمرؓ نے انپر تین ہی نافذ فرما دیں۔

حدیث ابن عباسؓ کے علماء نے بہت سے جوابات دیے ہیں بعض علماء نے کہا ہے حدیث ابن عباس منسوخ ہے اسی لیے امام ابوداؤد اس کو باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث کے تحت لائے ہیں یہی قول علامہ بدر الدین عینی نے اختیار کیا ہے ملاحظہ ہو عمدة القاری جلد ۲ صـ۲۳۳ طبع بیروت۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ حکم اس بیوی کے لیے ہے جس سے خاوند نے ہمبستری نہ کی ہو یعنی یہ حکم غیر مدخول بہا کے ساتھ مخصوص ہے ہے چنانچہ ابو داؤد کی اس روایت میں یہ تصریح موجود ہے اذ طلق امراته ثلاثا قبل ان یدخل بها جعلوها واحدة الخ..... نیز امام نسائی اس حدیث کو باب طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة کے ذیل میں لائے ہیں ملاحظہ ہو نسائی ج ۲ صـ۸۳ ۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث ابن عباس میں کوئی شرعی حکم یا کسی مسئلہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ اطلاع اور خبر ہے اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دو سالوں میں لوگ اکثر صرف ایک ہی طلاق پر اکتفا کرتے تھے اکٹھی تین طلاقیں دینے سے احتراز اور پرہیز کیا کرتے تھے کیونکہ اکٹھی تین طلاقیں دینا گناہ اور معصیت ہے پھر حضرت عمر کے دور میں لوگوں نے یکبارگی اور اکٹھی تین طلاقیں دینی شروع کر دیں یہ جواب امام نووی امام بیہقی نے بھی نقل کیا ہے ملاحظہ ہو نووی ج ۱ صـ۴۷۷ بیہقی ج ۷ صـ۳۳۸ طبع بیروت نیز حضرت ابن عباس کا عمل اور ان کے فیصلے اس کے خلاف ہوتے تھے۔

چنانچہ ابوداؤد میں یہ حدیث موجود ہے۔

عن مجاهد قال كنت عند ابن عباس فجاءه رجل فقال انه طلق امراته ثلاثا قال فسكت حتى ظننت انه رادها اليه ثم قال ينطلق احدكم فيركب الحموقة ثم يقول يا ابن عباس وان الله قال

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و انک لم تتق اللہ فلا اجد لک مخرجًا عصیت ربک و بانت منک امراتک ۔ ابوداود ص۲۹۹ ج

ترجمہ : حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ہیں. مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس خاموش ہوگئے تو میں نے یہ گمان کیا کہ شاید ابن عباس اس کی بیوی کو واپس لوٹا دیں گے ۔ پھر آپ نے فرمایا تم میں سے ایک حماقت کرتا ہے پھر کہتا ہے اے ابن عباس اے ابن عباس اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ضرور آسانی کی راہ نکالتا ہے اور بلاشبہ تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا تیرے لیے میں کوئی راستہ اس سے نکلنے کا نہیں پاتا ہوں ۔ تو نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی ہے ۔ یعنی اس پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں ۔

کیلانی صاحب نے دوسرا نام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرتے ہیں چنانچہ سنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے ۔

جاء رجل الی علیؓ فقال طلقت امرأتی الفا قال ثلاث تحرمها علیک واقسم سائرها بین نسائک (بیهقی ص۳۳۵ ج۷ طبع بیروت

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی نے آکر یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تین طلاقوں نے اسکو تجھ پر حرام کر دیا ہے باقی (۹۹۷) تمام اپنی دوسری بیویوں میں تقسیم کر دے ۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک بھی اگر کسی نے ایک مجلس میں تین طلاقیں یا پھر تین سے زائد طلاقیں دے دیں تو تین ہر حال میں پڑجائیں گی اور تین سے زائد لغو اور باطل ہو جائیں گی ۔ اگر حضرت علیؓ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتیں تو حضرت علی کبھی نہ اس شخص کو تین کے وقوع کا کہتے بلکہ یوں فرماتے کہ تیری بیوی پر ایک

فطرت کا لحاظ رکھ کر بتلایا تھا ۔ ایک ہی مجلس میں تین طلاق اسی جلد باز فطرت کا نتیجہ ہے اور جب ایسا ہی واقعہ دورِ نبوی میں ہوا تو آپ نے اسے ایک ہی طلاق شمار کیا ۔ پھر دوبارہ یہ واقعہ ہوا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ "میری زندگی میں کتاب اللہ سے کھیلنے لگے ہو" تاہم طلاق ایک ہی طلاق شمار کی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ محلل اور محلل لہٗ دونوں ملعون ہیں۔ ۵۹

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۰

طلاق واقع ہوئی ہے باقی تمام لغو اور باطل ہوگئیں ہیں ۔ نیز دیکھئے بیہقی ج ۷ ص ۱۳۶ زاد المعاد ج ۴ ص ۶۲

کیلانی صاحب نے اس سلسلہ کا تیسرا نام حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا لیا ہے کہ ان کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی ہے ۔ کیلانی صاحب کی یہ بات بھی غلط ہے ۔

مؤطاء امام مالک میں ہے ۔

ان رجلا جاء الی عبد اللہ بن مسعودؓ فقال انی طلقت امراتی ثمانی تطلیقات فقال ابن مسعودؓ فماذا قیل لک قال قیل لی انہا قد بانت منی فقال ابن مسعودؓ صدقوا ص ۴۵۷ (بیروت)

ترجمہ : ایک شخص نے عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس آکر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں تو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اس سے پوچھا کہ (علماء) نے کیا جواب دیا ہے ۔ اس نے بتایا کہ علماء نے کہا ہے کہ وہ مجھ سے بالکل جدا ہوگئی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے (تصدیق کرتے ہوئے) جواب دیا کہ انہوں نے بالکل سچ کہا ہے یعنی اس پر تین طلاقیں پڑ گئیں ہیں ۔

حاشیہ صفحہ ھذا

۵۹ فاضل مقالہ نگار کیلانی صاحب نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کے عدم وقوع کی جس حدیث کا مفہوم نقل کیا ہے وہ حدیث نسائی ص ۸۱ پر اس طرح درج ہے ۔

اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امرأتہ ثلث تطلیقات جمعیا فقام غضبانا ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا

اب حضرت عمرؓ کا یہ تعزیراتی فیصلہ بھلا انسانی فطرت کو کیسے بدل سکتا تھا؟ نتیجتاً حلالہ کے واقعات رونما ہونے لگے۔ جس کے لیے دوسرا آرڈی ننس جاری کرنا پڑا۔
بعد ازاں امام ابو حنیفہؒ نے بھی حضرت عمرؓ کے فیصلہ کے مطابق فتویٰ دیا۔ جو یہ تھا کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے والا سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے

بین اظہرکم۔
ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں یہ سن کر آپ غصہ سے کھڑے ہو گئے پھر آپ نے فرمایا کہ کیا میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جا رہا ہے۔
کیلانی صاحب اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "تاہم طلاق ایک ہی شمار کی" کیلانی صاحب نے یہ جملہ اپنی جانب سے بڑھایا ہے اس لیے کہ حدیث میں ایسے کوئی الفاظ نہیں جس سے معلوم ہو کہ آپ نے ان کو ایک ہی شمار کیا اس حدیث سے تو صرف اتنا معلوم ہو رہا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا پسندیدہ فعل نہیں ہے یہ غیر مستحسن امر ہے اس کو آنحضرت نے ناپسند فرمایا ہے۔ (طلاقیں دینے کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ تین طہر میں تین طلاقیں دی جائیں) اگر یہ پسندیدہ فعل ہوتا تو آپ اس قدر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے مگر آپ نے اس ناراضگی کے باوجود ان تین طلاقوں کو اس پر نافذ فرما دیا تھا جس طرح حضرت عویمر کی حدیث پہلے گذرا کہ آپ نے تین طلاقوں کو نافذ فرما دیا تھا۔ چنانچہ حضرت محمود بن لبید کی اسی روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن قیم لکھتے ہیں

فلم یردہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل امضاہ کما فی حدیث عویمر العجلانی فی اللعان حیث امضٰی طلاقہ الثلاث ولم یردہ تہذیب سنن ابی داؤد ص ۱۲۹ ج ۳ بحوالہ عمدۃ الاثاث۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاقوں کو رد نہیں کیا بلکہ ان کو نافذ کر دیا اور جیسا کہ عویمر عجلانی کی لعان والی حدیث میں ہے کہ آپ نے اس کی تین طلاقوں کو نافذ فرما دیا اور رد نہیں کیا تھا۔

تاہم تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں ۔ بعد کے ادوار میں لوگ گناہ کبیرہ کے ارتکاب والی بات بھی بھول گئے اور حنفیوں میں بالخصوص ایک مجلس میں تین طلاق کا دستور چل نکلا ۔ اب چونکہ یہ فتویٰ فطرت انسانی کے خلاف ہے اور اس کے مقاصد بے شمار ہیں لہٰذا احناف کا ایک کثیر طبقہ امام صاحب کے اس فتویٰ سے متفق نہیں ہے ۔ وہ فقہ مالکیہ کے مطابق اسے ایک ہی طلاق قرار دیتے ہیں۔[۵]

---

[۵] فاضل موصوف کی یہ دونوں باتیں غلط ہیں نہ تو احناف کا کثیر طبقہ امام صاحب کے اس فتویٰ سے متفق نہیں ہے اور نہ ہی فقہ مالکی کا مسلک یہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی ہیں ۔
بلکہ یہ ائمہ اربعہ کا متفقہ مسئلہ ہے جس میں امام مالک بھی شامل ہیں ۔چنانچہ علامہ بدرالدین عینی اس کے اجماعی ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم الاوزاعي والنخعي والثوري وابوحنيفة واصحابه ومالك و اصحابه والشافعي واصحابه واحمد واصحابه واسحٰق وابوثور وابوعبيد وآخرون كثيرون على ان من طلق امرأته ثلاثا و قعن ولكنه يأثم وقالو من خالف فيه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدع ۔ (عمدۃ القاری جز ۲۰ ص۲۳۳ طبع بیروت)۔

ترجمہ : تابعین میں سے جمہور علماء اور ان کے بعد کے حضرات جن میں امام اوزاعیؒ امام نخعی امام ثوری امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی امام مالک اور ان کے ساتھی امام شافعی اور ان کے ساتھی امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے اصحاب ابو اسحٰق ابوثور اور ابوعبید اور بہت سے دوسرے حضرات کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو (ایک مجلس میں) تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گیں لیکن طلاقیں دینے والا گناہ گار ہوگا جو لوگ اس مسئلہ میں اختلاف رکھتے ہیں وہ مخالف اہل سنۃ ہیں اور ان کا تعلق مبتدعین حضرات سے ہے ۔

نیز المدونۃ الکبریٰ میں ہے ۔

رہے اہل حدیث تو وہ حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کو۔ خواہ وہ مفید تھا یا غیر مفید۔ ایک وقتی اور عارضی فیصلہ سمجھتے ہیں۔ جو شریعت کے حکم پر کسی طرح بھی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ ان کے خیال کے مطابق درست طریقہ کار آج بھی وہی ہے جو سنت رسول سے ثابت ہے دورِ فاروقی میں بھی سنتِ رسول کے مطابق طریقہ کار ہی درست تھا۔

حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی غلطی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بعد میں آپ کو اس فیصلہ پر بہت ندامت ہوئی۔ امام ابن قیم اپنی تصنیف اغاثۃ اللھفان کے ص۳۳۶ پر ج ۱ حدیث کی کتاب مسند اسماعیل کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ۔

قَالَ عُمَرُ: مَا نَدِمْتُ عَلٰى شَيْءٍ نَدامتي عَلٰى ثَلَاثٍ ان لا اكون حرمت الطلاق ...... الخ

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے تین باتوں پر شدید ندامت ہوئی (جن میں سے پہلا یہی طلاق والا مسئلہ ہے) کاش کہ میں طلاق (رجعی) کو حرام نہ کرتا ۵۶

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۳)

أرأيت ان طلقها ثلاثا وهي حامل في مجلس واحد اومجالس شتى ايلزمه ذلك ام لا قال قال مالك يلزمه ذلك وكرهه له مالك ان يطلقها هذا الطلاق (مدونۃ الکبریٰ لامام مالک بن انس ص۲۰/۴-۲۱/۴ ج ۲ طبع دار صادر بیروت۔

ترجمہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو حالت حمل میں مجلس واحد یا متفرق مجالس میں تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گیں یا نہیں راوی کہتے ہیں کہ امام مالک نے جواب دیا کہ تینوں پڑ جائیں گیں لیکن امام مالکؒ کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں دینا مکروہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

۵۶ حضرت عمرؓ کی ندامت والا واقعہ بھی من گھڑت اور بے بنیاد ہے۔ اس لیے کہ مسند اسماعیل کے حوالہ سے جو حدیث حافظ ابن قیم نے اغاثۃ اللھفان میں نقل کی ہے اس حدیث میں ایک راوی خالد بن یزید ہے جو جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف۔ غیر ثقہ اور منکر